وفائے عہد

علامہ سید محمد رضی صاحب قبلہ، کراچی، پاکستان

عہد و پیمان کی پابندی اور اسے پورا کرنا انسان کی بلند ترین صفت ہے جسے اسلام نے بڑی اہمیت دی ہے۔ ایک سچے مسلمان اور حقیقی انسان کی یہی شان ہونا چاہئے کہ وہ جب بھی کوئی وعدہ کرے اور عہد و پیمان یا قول و قرار کرلے تو اس کو پورا کرے اور کبھی اس میں بدعہدی اور بے وفائی کا پہلو نہ آنے دے۔ قرآن حکیم نے جابجا عہد اور وعدہ کو پورا کرنے کا حکم دیا ہے۔ سورۂ اسراء آیہ ۳۴ میں ارشاد خداوندی ہے:

"وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا" یعنی "عہد کو پورا کیا کرو۔ قیامت میں عہد کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی۔" اسی طرح سورۂ مائدہ، آیت ا ر میں فرمایا گیا ہے: "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ" "اے ایمان والو! جو قرار تم آپس میں کرلیتے ہو اس کی پابندی کرو۔"

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہاں تک فرمادیا ہے: "لَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ" "اس شخص کا کوئی دین ہی نہیں ہے جو عہد وقرار کا پابند نہ ہو۔"

خود حضور اکرمؐ کی ذاتِ اقدس بھی ہمارے لئے جہاں اور اسلامی تعلیمات میں ایک عظیم مثال اور نمونہ ہے، عہد وقرار کی پابندی میں بھی ہمیں آپ کی سیرتِ پاک سے ایسی مثال ملتی ہے جو انسانی تاریخ میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔

آپ کے سخت ترین دشمن بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ آپ سے بڑھ کر کوئی دوسرا شخص ایفائے عہد نہیں کرسکتا اور اسی بنا پر سب لوگ آپ کو "امین" کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ امانتداری کی صفت انسان میں اسی وقت پیدا ہوسکتی ہے جب کہ وہ عہد کی خلاف ورزی نہ کرے۔

روم کے شہنشاہ ھِرَقْل نے اپنے بھرے ہوئے دربار میں جب ابوسفیان سے پوچھا تھا کہ یہ تو بتاؤ کبھی محمدؐ نے کسی سے عہد کی خلاف ورزی تو نہیں کی؟ ابوسفیان اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور سرور کائناتؐ کے سخت ترین مخالف تھے مگر اس کے باوجود انہوں نے قیصر روم سے کہا کہ نہیں اے شہنشاہ! انہوں نے کبھی کسی سے بے وفائی نہیں کی اور وہ عہد وقرار کے بڑے سخت پابند ہیں۔

سرور دوعالمؐ کے ایفائے عہد کا یہ واقعہ تاریخ میں ہمیشہ ثبت رہے گا کہ جب ۶ھ میں مکہ کے مشرکوں سے حدیبیہ کے مقام پر صلح کا مسودہ لکھا جارہا تھا جس میں حضور انورؐ نے اپنے عظیم تدبر اور گہری مصلحت کی بنا پر اور مسلمانوں کے بہتر مستقبل کے پیش نظر دشمن کی اس شرط کو منظور کرلیا تھا کہ جو مشرک مدینہ میں جاکر پناہ لے گا اسے مسلمان واپس کردیں گے اور پناہ نہ دیں گے اور جو کوئی مسلمانوں میں سے مشرکوں کی پناہ میں آئے گا اسے مسلمان واپس نہ لے سکیں گے۔ عین اسی وقت ابوجندل جو مسلمان ہوچکے تھے اور مشرکوں کی قید میں تھے مکہ سے بھاگ کر حضورؐ کی خدمت میں آگئے اور فریاد کرنے لگے کہ مجھے آپ اس ظلم اور قید کی مصیبت سے بچالیجئے۔ یہ وہ موقع تھا جب ابوجندل کا باپ سہیل بن عمرو کفار مکہ کے قائد کی حیثیت سے صلح نامہ لکھوا رہا تھا اور ابھی صلح نامہ پر کسی فریق کے دستخط نہیں ہوئے تھے بلکہ صرف زبانی منظوری دی گئی تھی اس کے باوجود حضورؐ نے

بقیہ۔۔۔صفحہ ۳۲ پر

کتب صحاح ستہ دربار میں آگئیں۔ بادشاہ نے اپنی آنکھ سے جواز متعہ دیکھا اور بھرے دربار میں جواز متعہ تسلیم کرلیا۔ اس پر علمائے احناف نے کافی طور سے تاویلی شور مچایا مگر فیروز شاہ جاہل نہ تھا۔ آخر علمائے حنفی کو خاموش ہونا پڑا اور بادشاہ نے اسی روز آٹھ سو عورتوں سے [1] متعہ کیا۔

عشرت خانہ میں علمی جدت:

متعہ کے جواز کا حل ہو جانے کے بعد بادشاہ نے فیروز آباد کی تعمیر کی جس میں بہت محلات تھے اور ہر محل ایک بیگم سے مخصوص تھا۔ بادشاہ کے ازواج میں عرب، عجم، ترک، گجراتی، مرہٹی وغیرہ بیگمیں تھیں اور جس ملک کی خود بیگم تھی اسی ملک کے خادم اور کنیزیں بھی ہوتی تھیں، غیر زبان جاننے والی عورت اس محل میں داخل نہ ہو سکتی تھی۔ گویا فیروز شاہ نہ چاہتا تھا کہ زبانِ خاص میں نقص پیدا ہو۔ عرب میں اس کے کارندے رہا کرتے تھے جو عربی کنیزیں اور غلام بھیجا کرتے تھے۔ بادشاہ ان بیگمات سے ان کی اصلی زبان میں گفتگو کرتا تھا۔ اس کی عدالت کے متعلق اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ ہر بیگم یہ جانتی تھی کہ مجھ سے زیادہ بادشاہ کسی کو دوست نہیں رکھتا۔

دیورائے کی بیٹی سے عقد:

بیجانگر کی ہندو حکومت کسی بادشاہ اسلام کی کبھی مطیع نہ ہوئی تھی اور ہمیشہ برابر کی لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں۔ ۸۰۹ھ میں ولی عہد بیجانگر نے فیروز شاہ کے ممالک میں دخل و تصرف کیا جس کا جواب فیروز شاہ کی طرف سے یوں دیا گیا کہ خود دار السلطنت بیجا نگر تک بھگاتا ہوا گیا۔ بیجانگر کی دیواروں کے نیچے شرائط ذیل پر صلح ہوئی:-

(۱) راجہ اپنی عزیز بیٹی کو نکاح میں دے۔ (۲) پانچ من موتی۔ (۳) پچاس ہاتھی۔ (۴) دو ہزار کنیز و غلام۔ (۵) قلعہ نیکاپور جہیز میں دیا جائے۔ آخر یہ سب شرائط پورے کئے گئے اور فیروز شاہ کامیاب واپس ہوا۔

آخری جنگ اور شکست:

۸۲۰ھ میں فیروز شاہ نے پھر دیورائے سے جنگ کی اور قلعۂ گولکنڈہ (حیدرآباد) کا محاصرہ کرلیا۔ یہ محاصرہ دو سال جاری رہا اور اسی زمانے میں فوجِ شاہی میں ہیضہ بھی پھوٹ پڑا۔ دیورائے بھی کثیر فوج سے آپہنچا۔ عین گرمی جنگ میں جب کفار کا طلیعہ شکست ہو چکا تھا اور میر فضل اللہ انجو میمنہ پر حملہ کر چکے تھے، قریب تھا کہ کفار کا میمنہ بھی ٹوٹ جائے کہ سید کے نمک حرام نمک خواروں میں سے ایک نے پس پشت سے سر پر تلوار لگائی اور سید مرحوم کو شہید کر دیا۔ اس شخص سے دیورائے نے امارت کا وعدہ کیا تھا۔ آخر فیروز شاہ کو شکست ہوئی اور نہ صرف شکست بلکہ اکثر ممالک بھی ہاتھ سے نکل گئے اور مسلمانوں کا قتل عام اور مساجد کا انہدام بھی ہو کر رہا۔ اگرچہ احمد خاں خانخانان برادر فیروز شاہ نے یہ ممالک دوبارہ واپس لے لئے مگر پیرانہ سری میں اس شکست سے فیروز شاہ کا دل ٹوٹ گیا۔ آخر یہی غم مرض الموت ثابت ہوا۔ فیروز شاہ کے عہد میں سید محمد گیسو دراز (جو آج غریب نواز مشہور ہیں) گلبرگہ میں وارد ہوئے۔ یہ بھی شیعہ تھے۔ ان کا ذکر بھی باب فقراء شیعہ میں انشاء اللہ کیا جائے گا۔

(باقی آئندہ)

بقیہ۔۔۔وفائے عہد

ابوجندل کو حکم دیا کہ تم مکہ فوراً واپس جاؤ۔ ہم مشرکوں سے عہد کر چکے ہیں اس لئے مجبور ہیں۔ تمہیں پناہ نہیں دے سکتے۔ ابوجندل! صبر سے کام لو تم عنقریب اس قید سے آزاد ہو جاؤ گے۔

سرور کائنات نے اپنے عمل سے بتا دیا کہ اسلام کے نزدیک بلند ترین انسان وہی ہو سکتا ہے جو عہد و قرار کی بھرپور پابندی کرے اور کوئی بات نہ کرے جس سے عہد کی خلاف ورزی کی جھلک پیدا ہوتی ہو۔ ✡✡✡

(۱) فرشتہ، ج ۱ ص ۳۰۷